خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 31

Track - 1

77:00

''روح کی حقیقت''

سورۃ الفاتحہ......

معزز سامعین کرام، دوستو، بھائیو، بزرگوالسلام علیکم!......صاحب، نورصاحب، حکیم یوسف صاحب اور دوسرے تمام عظیمی بہن بھائیوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے مشن میں میرے ساتھ تعاون کرکے مجھے حوصلہ دیااور اللہ تعالیٰ نے یہ سب بہن بھائیوں کی محنت کو قبول فرمایااور ... میں مراقبہ ہال قائم ہوا۔ اس وقت ساری دنیا میں اس قسم کے مراقبہ ہالز پینتالیس ہیں۔ پاکستان کے تقریباً ہر بڑے شہر میں ۔ یورپ میں یورپ میں انگلینڈ میں ، ہالینڈ میں، اٹلی میں، ناروے میں، افریقہ میںاور متحدہ عرب امارات کے تقریباً سات بڑے شہروں میں پانچ یا چھ ریاستوں میں ایک جال مراقبہ ہال کا پھیلا ہوا ہے۔ جب اس مراقبہ ہال کی شروعات ہوئی اس وقت ہم نے اس کو کراچی سے شرو ع کیا گھر سے اپنے ۔ حضور قلندر بابا اولیا میرے مرشد کریم نے جب مجھے یہ ڈیوٹی سونپی انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اللہ کی مخلوق تک سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا ، روحانیت کا، نور نبوت کا ، علم لدنی کا پیغام پہنچانا ہے۔ میں نے ان سے عرض کیا تھاکہ صاحب میں اتنا چھوٹا سا آدمی ہوں میری قابلیت بھی نہیں علم بھی نہیں میرے اندر کوئی ایسی خصوصیت بھی نظر نہیں آتی میں اتنا بڑا کام سنبھال کر راہ سفر اختیار کروں ۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایاکہ اللہ تمہاری مدد کرے گا اور اللہ جس بندے سے جو کام لینا چاہتا ہے اس کے لئے وسائل ازخود فراہم کردئے جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ آدمیوں کی تعداد پر کبھی نظر نہیں رکھنا ۔ اگر کوئی دو بھائی ہو تو اس کو دو شمار نہیں کرنا گیارہ شمار کرنا۔ اگر عظیمیہ سلسلہ کے تین بھائی ہوں تو انہیں تین نہیں کہنا ایک سو گیارہ کہنا۔ اس طرح تم کبھی تعداد کے محتاج نہیں ہوگے۔تمہیں بہت ساری تقاریر بھی کرنی ہے۔ بہت جگہ جانا بھی ہے۔ یہ کبھی نہیں سوچنا اتنا بڑا اجتماع ہے مجھے کیا تقریر کرنی ہے۔ اگر ایک آدمی بھی سننے والا ہوتو یہ قیاس کرنا کہ ایک وہ ہے ایک تم ہو تو گیارہ آدمیوں کو تقریر سنا رہا ہوں۔ دوسری بات ہمیشہ یہ یاد رکھنا کہ ہر انسان کے ساتھ ہمہ وقت دو فرشتے رہتے ہیں۔جن کو کراما کاتبین کہاجاتا ہے۔ اگر دو آدمی ایک جگہ جمع ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دس آدمی ہیں۔اسی طرح جتنے لوگ جمع ہوں ان کے ساتھ دو کا ضرور اضافہ کردینا۔ ایک آدمی ایک نہیں ہوتا ہے ایک آدمی تین ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جہاں ایک ہوتا ہے بندے وہاں

میں دوسرا ہوتا ہوں ۔ جہاں دو بندے ہوتے ہیں وہاں میں تیسرا ہوتا ہوں۔ اس طرح ہر شخص ایک نہیں ہیں چار ہیں۔ ایک خود اسکی اپنی ذات ہے ، دو اس کے ساتھ فرشتے ہیں۔ اور ایک خود اللہ میاں ہیں۔میں نے حضور مرشد کریم کی بات سنی یقین کرلیا مجبوراً کہ حضور فرمارہے ہیں ٹھیک ہے ایسا ہی ہوگا۔ قصہ کوتاہ یہ کہ مجھے اپنی زندگی میں پہلا ایک آدمی ملاجو میرا عظیمی بھائی تھاہم دو آدمیوں نے مل کر یہ کام شروع کیا۔ سال بھر ایسے گزر گیا ہمیں تیسرا آدمی نصیب نہیں ہوا۔ ہم دو ہی آدمی اپنا مراقبہ بھی کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے سے روحانی گفتگو بھی کرتے رہے۔ اور پھر یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہوا اور ہمیں لوگ ملتے چلے گئے۔ نہ صرف لوگ ملتے چلے گئے بلکہ مخلص اور محب رسول، لوگوں کی ایک ٹیم بن گئی۔ اور آج اللہ کے فضل و کرم سے دنیا کے تقریباً سب ملکوں میں ہندوستان میں ، پاکستان میں ہر جگہ مراقبہ ہال قائم ہیں۔ میں نے یہ ساری روئداد آپ کو اس لئے سنائی کہ ایک پاکستان جیسے ملک میں ایک آواز اٹھتی ہے۔ ایک آدمی ہے اس کے ساتھ نہ وسائل ہیں اور نہ وہ کوئی امیر ہے اور نہ کوئی وہ بہت عزت و شہرت والا ہے نہ اس کا خاندانی پس منظر پیروں فقیروں مشائخ ، علماء ، دانشوروں کا ہے۔ ایک مزدور آدمی نے ایک آواز لے کر اٹھتا ہے دس بارہ سال کے عرصے میں اس قدر پھیلاؤ ہوجانا اتنے لوگ اکھٹے ہوجانا اتنے سینٹر قائم ہوجانا کیا مطلب ہے اس کا؟ اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ ایک ایسی آواز ہے کہ پریشان حال اور مجبور انسان کو اس طرح متوجہ کرتی ہے کہ اس آواز میں خلوص بھی ہے اس آواز میں محبت بھی ہے اس آواز میں ایثار بھی ہے اور اس آواز میں مسائل و پریشانیوں کا حل بھی موجود ہے۔ کوئی آدمی کہیں نہیں جاتا کسی کے پاس وقت نہیں اتنا۔ اب وہ جو سلسلہ ہے وہ جو آواز ہے وہ کیا ہے؟ آوازیں تو آپ بہت ساری سنتے ہیں۔ تقاریر بھی سنتے ہیں، گانے بھی سنتے ہیں۔ اپنی آواز بھی ایک دوسرے کو سناتے ہیسنتے ہیں۔ آواز پرندوں کی بھی ہے۔ آواز چڑیوں کی بھی ہے ، آواز کوئل کی بھی ہے آواز گدھے کی بھی کتے کی بھی ہے۔ آواز آواز ہے لیکن کچھ آوازیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب وہ آواز باہر آتی ہے تو ہر شخص اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ مثلاً آپ نے آم کے زمانے میں کوئل کی کوک کو سنا ہوگا۔ جب کوئل کوکتی ہے تو ہر آدمی بڑا ہو، چھوٹا ہو، پڑھا ہو لکھا ہو، جاہل ہو دانشور ہواس آواز کی طرف متوجہ ضرور ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی کوئل کی آواز کو اس طرح نظر انداز کردے کہ جس طرح گدھے کی یا کتے کی آواز کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔ آواز اخلاق کی بھی ہے آواز بداخلاقی کی بھی ہے۔ آواز تخریب بھی ہے آواز تعمیر بھی ہے۔ ایک آواز ایسی ہوتی ہے اس کے پیچھے تخریب ہوتی ہے جلا دو ماردو تباہ کردوبرباد کردوآگ لگادو۔بستیاں تباہ و برباد کرکے ان کا نام و نشان مٹادو۔ اور آواز یہ بھی ہے کہ بستی والوں کے لئے باغ لگادو، پارک بنادو، نہریں بنادو، ہسپتال کھڑے کردو۔ مساجد کی تعمیر کردو۔ آپس ایک دوسرے کو محبت کو پیغام منتقل کردو۔ اور اگر آپ غور کریں تو یہ

ساری دنیا آواز کے اوپر ہی قائم ہے ۔ ہر آدمی یہ جانتا ہے کہ جب کائنات نہیں
تھی تو اللہ تھا۔ اور جب یہ کائنات بنی تو اللہ نے ایک آواز دی ...کن اور ساری
کائنات تخلیق ہوگئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کی آواز کن جب ایکو ہوئی
تو کائنات میں رنگ بکھر گئے۔ پھول کھل گئے۔ چڑیائیں چہچہانے لگیں۔ آسمان و
زمین بن گئے۔ ستاروں کی قندیلیں روشن ہوگئیں۔ کیوں؟ کیونکہ ایک آواز اللہ
کی آئی ... کن... کن کو ہم آواز کے علاوہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔تو آواز جو
ہے اللہ کی بھی آواز ہے ۔ اسی طرح جب اللہ نے یہ سارا کائناتی نظام تخلیق
کردیاتو اس کائنات نظام کو قائم رکھنے کے لئے اللہ نے فرشتے بھی بنائے اور اللہ
نے اپنے محبوب بندے پیغمبر بھی اس دنیا میں بھیجے۔ تو آج جو ہمارے پاس قرآن
پاک ہے ، انجیل ہے، تورات ہے زبور ہے یہ سب کیا ہے؟ یہ سب دراصل انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وہ آوازیں ہیں جو اللہ نے کائنات میں ریکارڈ کردی۔
حضرت جبرئیل امین حضور پاک ﷺ کے پاس تشریف لاتے ہیں قرآن پڑھتے ہیںکہ اے
محمد ﷺ آپ کے رب نے یہ فرمایا ہے توحضور پاک ﷺ کے کانوں میں کیا چیز منتقل
ہوئی؟ حضرت جبرئیل کی آواز۔ اب ہمیں حضور پاک ﷺ نے جب قرآن پڑھ کر
سنایاپہلے آواز منتقل ہوئی پھر ......منتقل ہوئی۔ تو یہ قانون بن گیا کہ یہاں
آواز کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ اب آواز دو طرح کی ہے۔ ایک آواز کرخت ہے۔
بری ہے۔ غصے والی ہے۔اور ایک آواز محبت والی ہے ، اخوت والی ہے، اخلاق
والی ہے۔ تو دنیا میں ہمیشہ یہ ہوتا رہا کہ انسانوں نے اسی آواز کو پسند کیا
جس آواز میں شیرینی ہے جس آواز میں محبت ہے جس آواز میں نوع انسانی
سے تعلق خاطر ہے۔ اور اس آواز کو ہمیشہ ناپسند کیاجس آواز میں نوع انسانی
کے لئے ہلاکت و بربادی اور پریشانی ہے۔ اس قانون کے حساب سے یہ پینتالیس
سینٹر ساری دنیا میں اس لئے قائم ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس بات کی اپنے
فضل و کرم سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اس آواز کو
لوگوں تک پہنچایاجس آواز کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایاکہ آپ ﷺ
کو اس کائنات میں رحمت للعالمین بنا کر بھیجا گیا ہے۔ یعنی رسول اللہﷺ اس
دنیا میں یا ساری کائنات میں عالمین میں اگر کچھ ہیں تو رحمت اللعالمین ہیں۔
اللہ تعالیٰ جب اپنی تعریف بیان کرتا ہے تو کہتا ہے الحمد ﷲرب العالمین۔ کہ
میں عالمین کا رب ہوں۔ رب سے مراد یہ ہے کہ میں عالمین میں جتنی بھی
مخلوق آباد ہے اس کو زندہ رکھنے کے لئے اس کو قائم رکھنے کے لئے اس کے لئے
وسائل فراہم کرتا ہوں ۔ اب آپ غور فرمائیں کہ کوئی انسان بغیر وسائل کے
زندہ نہیں رہ سکتا۔ انسان کی بنیادی ضرور ت ہے سب سے پہلے زمین۔ دنیا کا
ایک آدمی بھی اس بات سے انکارنہیں کرسکتا کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو
زمین پہلے سے اس کے لئے موجود ہوتی ہے۔ انسان کی بنیادی ضرور ت ہے ہوا،
آکسیجن، پانی ۔ دنیا کا ہر انسان اس بات سے واقف ہے کہ اس کے پیدا ہونے
سے پہلے ہوا بھی موجود ہوتی ہے ، آکسیجن بھی موجود ہوتی ہے اور پانی بھی
موجود ہوتا ہے۔ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی بچہ پیدا ہواس کے بعد یہ چیزیں

تخلیق ہوئی ہوں۔ بچہ کی بنیادی ضرورت پیدا ہونے کے بعدسب سے پہلی دودھ
ہے۔ سب جانتے ہیں کہ بچہ ابھی پیدا نہیں ہوتا لیکن ماں کا سینہ اللہ دودھ سے
پہلے ہی بھر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کا نچوڑ یہ ہے کہ ہر انسان کے
اوپر یہ فرض ہے کہ اپنے اصلی باپ اللہ کو جان لے۔ اپنے اصلی باپ اللہ نے جو
نعمتیں عطا کی ہیں ان کا شکر ادا کرسکیں اور اس کی قیمت نہ لگائے۔ آپ
کہیں ملازم ہوتے ہیں تو باس آپ کو تنخواہ تو دیتا ہے وہ جناب ہر وقت اسے
مالک کہتا ہے ،مالک کہتا ہے ،مالک کہتا ہے ۔ جبکہ اس مالک کو بھی اللہ نے
عطا کیا ہے ۔اور اللہ کا تو کوئی بھائی اس طرح تذکرہ نہیں کرتا جس طرح
آدمی اس منیجر کا تذکرہ کرتا ہے جس منیجر کا وہ ملازم ہے۔ اب اگر ہم
پریشان نہ ہوں ، ہمیں ذہنی تکالیف نہ ہوں بے یقینی ہمارے اندر نہ ہو تو پھر
کیا ہو؟ کہ جو ایسا داتا ہے کہ آپ زندگی مفت فراہم کررہا ہے کبھی آپ نے اس
کو تلاش کرنے کی جدوجہد ہی نہیں کی۔ جبکہ اس کو تلاش کرنا بھی کوئی
مشکل نہیں ہے۔ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے... نحن اقرب الیہ من حبل الورید ...
میں دور تھوڑا ہی ہوں میں تو تمہاری رگ جاں سے زیادہ قریب ہوں۔ و فی
انفسکم افلا تبصرون... میں تمہارے اندر ہوں حیرت کی بات ہے کہ تم مجھے
دیکھتے نہیں ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جہاں تم ایک ہووہاں میں دو ہوں جہاں
تم دو ہو وہاںمیں تیسرا ہوں۔ میں تمہاری ابتدا ہوں... ھوالاول ... ھوالآخر ...
ھوا الظاہر... ھواالباطن... کہ میں ہی تمہاری ابتدا ہوں، میں ہی تمہاری انتہا
ہوں ۔ میں ہی تمہیں پیدا کرتا ہوں میں ہی تمہیں جوان کرتا ہوں ۔ میں ہی
تمہارے لئے زمین سے وسائل فراہم کرتا ہوں ۔ زمین کو میں نے حکم دے رکھا ہے
کہ انسانوں کے لئے گیہوں بھی پیدا کر، چاول بھی پیدا کر ، سبزہ بھی پیدا کرے
جانوروں کو میں نے حکم دیا ہے کہ ان کے لئے دودھ فراہم کرے اللہ تعالیٰ فرماتے
ہیں تمہارا اللہ تو اتنا رحیم و کریم اللہ ہے کہ تمہیں گوبر کے بیچ میں سے دودھ
نکال کر پلاتا ہے۔ تمہارا اللہ تو اتنا رحیم و کریم اللہ ہے کہ تم سے ستر ماؤں
سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ تمہارا اللہ تو اتنا رحیم و کریم اللہ ہے ستار العیوب
ہے ، غفا ر الذنوب ہے ، تمہارے عیب چھپاتا ہے ایک دوسرے سے۔ تم غلطیاں کرتے
رہتے ہو وہ معاف کرتا رہتا ہے ۔ آپ غور فرمائیں ہم سب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں
اگر اللہ تعالیٰ ہمارے آپ دو آدمی، دس آدمی، بیس آدمی کے جو درمیان پردے ہیں
عیب چھپانے کا اللہ وہ اٹھالے تو کیا ہم ایک دوسرے سے نفرت نہیں کریں گے؟ ہر
آدمی اپنے اندر جھانک کے دیکھ سکتا ہے کہ وہ کتنا برا ہے؟ لیکن کسی کو کچھ
پتہ نہیں کہ وہ کتنا برا ہے۔اللہ کو پتہ ہے اور اللہ نے ستار العیوب اپنی صفات
بیان کرکے ہر انسان کو ایک دوسرے سے چھپالیا ہے۔ ہرانسان کی اچھائی تو
ظاہر ہوتی ہے لیکن وہ زندگی میں آدمی سے کتنی نفرت کررہا ہے، اس کے دل
میں کتنی کدورت ہے ، اس کے دل میں کتنی منافقت ہے ، اس کے دل میں کتنا
ظلم ہے وہ اللہ نے چھپا لیا ہے۔ اگر یہ پردہ اللہ تعالیٰ ہٹالے توآپ یقین کریں کہ
یہاں کوئی آدمی کسی آدمی سے قریب نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ہر آدمی اپنے اندر

جھانک کر دیکھ لے وہ اس قدر گھناؤنا ، بدبودار ہے آدمی کہ اگر اس کی بدبو باہر آجائے کوئی انسان ایک دوسرے کو انسان ہی نہیں سمجھے گا... قریب ہی نہیں آئے گا۔ اب آپ کھانا کھاتے ہیں آپ کے پیٹ میں یہ آنتوں میں پاخانہ بھرا ہوا ہے بدبو بھری ہوئی ہے۔ پیشاب بھرا ہوا ہے۔ اللہ نے جناب اس کے اوپر کھال منڈھ کے اس کو اس طرح چھپالیا ہے کہ ہر آدمی ایک دوسرے سے گلے ملتا ہے ۔ ہر آدمی ایک دوسرے سے خوش ہوتا ہے ۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ بدبو اور تعفن کا جو پردہ اس نے ڈالا ہوا ہے ہٹا لے آپ خود غور فرمائیں کہ ہر انسان دوسرے انسان سے نفرت نہیں کرے گا؟ تو اللہ تعالیٰ اتنے رحیم و کریم اللہ ہیں وہ کیا چاہتے ہیں آپ سے ؟ حضور پاکﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ صرف یہ چاہتا ہے میرے بندو! میں تم سے پیار کرتا ہوں ۔ میری رحمیتں تمہارے اوپرمحیط ہیں۔ میں نے ہر چیز تمہیں مفت فراہم کی ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے پہچانواور تم میرے قریب آجاؤ۔ یہ ساری کائنات اللہ نے اس طرح بنائی ... کنت کنزا مخفیا...........حضور پاک ﷺ نے فرمایاکہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے محبت کے ساتھ مخلوق کو تخلیق کیا تاکہ مخلوق مجھے پہچانے۔ مخلوق اس بات کو جان لے کہ اللہ ایک ایسی ہستی ہے جو مخلوق کو وسائل بھی فراہم کرتی ہے ، مخلوق کو زندہ بھی رکھتی ہے ، مخلوق کی حفاظت بھی کرتی ہے اور مخلوق سے محبت بھی کرتی ہے۔ جتنے روحانی سلسلے ہیں ان سب کی تعلیمات یہ ہے کہ بندے کا اللہ سے تعلق قائم ہے۔لیکن بندہ اسے جانتا نہیں ہے۔ اگر وہ دنیاوی وسائل کو صرف استعمال کی چیز سمجھے اور وسائل پیدا کرنے والی ہستی اس طرح جان لے کہ جس طرح کوئی آپ کے باپ کو ماں کو جانتا ہے تو اس کو اللہ کا قرب حاصل ہوجائیگا۔ اور اللہ کا قرب جب کسی کو حاصل ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پریشانیاں ، خوف اور غم سب ختم ہوجاتا ہے۔ جب کسی بندے کو اللہ سے قرب حاصل ہوجاتا ہے تو وہ اللہ کا دوست بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا... الا ان اولیااللہ لاخوف علیھم ولہم یحزنون... کہ جو بندے اللہ کے دوست بن جاتے ہیں پھر ان کے اوپر خوف اور غم نہیں ہوتا۔ وہ غم اور خوف دونوں سے آزاد ہوجاتے ہیں۔ یعنی ان کی زندگی پرسکون بن جاتی ہے اور سکون کے علاوہ انہیں کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔ جتنے آپ سب حضرات بیٹھے ہیں میں بھی بیٹھا ہوں سب یہ جانتے ہیں کہ جب تک ہمارے اندر روح موجود ہے ہم زندہ ہیں۔ جب تک ہمارے اندر روح موجود ہے ہم دنیا میں موجود چیزوں سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جب تک ہمارے اندر روح موجود ہے ہم چل پھر سکتے ہیں۔ جب تک ہمارے اندرروح موجود ہے ہم ایک دوسرے کو پہچان سکتے ہیں۔ اور جب ہمارے اندر سے روح نکل جاتی ہے نہ شوہر بیوی کو پہچانتا ہے اور نہ بیوی شوہر کو پہچانتی ہے۔ نہ بچے ماں باپ کو پہچانتے ہیں نہ ماں باپ بچے کو پہچانتے ہیں۔ نہ گھر آپ کو پہچانتا ہے نہ یہانکی زمینیں اور کاروبار آپ کو پہچانتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ سب کچھ جو آپ حاصل کررہے ہیں اس دنیا میں اس کی بنیاد یہ ہے کہ

آپ کے اندر روح ہے۔اگر روح نہیں ہے تو کچھ بھی نہیں ہے۔ مطلب واضح ہے کہ اصل جو انسان ہے وہ گوشت پوست کا انسان نہیں ہے۔ اصل انسان وہ ہے کہ جس نے گوشت پوست کے جسم کو متحرک کیا ہوا ہے ۔ جس نے گوشت پوست کے جسم کوزندگی فراہم کی ہے۔ اور وہ کیا ہے ؟ وہ روح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا... ونفخت فیہ من روحیہ... میں نے (آواز غائب ہے) ...... کی بنیاد پر یہ چل رہا ہے پھر رہا ہے سوچ رہا ہے سمجھ رہا ہے اس کی بنیاد اللہ کی جان ہے۔ اب آپ جب اللہ کی جان ہیں اگر آپ اپنی جان کو پہچان لیں گے تو کیا اللہ کو نہیں پہچان لیں گے؟ مقصد صرف اتنا سا ہے کہ جس روح کے اوپر آپ کی زندگی رواں دواں ہے اور جس روح کے نکلنے کے بعد آپ کی ساری زندگی ختم ہوجاتی ہے آپ ڈیڈ باڈی بن جاتے ہیلاش بن جاتے ہیں۔اس اصل سے واقفیت حاصل کرنا ہی پیغمبران علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم ہے اور ان کی طرز فکر ہے ۔اسی بات کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ... موتوا قبل انت موتو... کہ اس دنیا کے بعد ایک اور دنیا ہے جہاں آپ اس وقت جائیں گے جب روح یہاں سے ساتھ چھوڑ دے گی۔ لہٰذا ہر مسلمان کے اوپر یہ فرض ہے کہ وہ اس زندگی میں جبکہ روح اس کے اندر ابھی باقی ہے وہ چل رہا ہے پھر رہا ہے اس سے پہلے کہ روح نکل جائے اور یہ جسم بے کار ہوجائے ... موتوا قبل انت موتو... مرنے سے پہلے مرنے کے بعد کی زندگی کا علم حاصل کرلو۔ مرنے سے پہلے اس بات کی واقفیت حاصل کرلو کہ اس دنیا کے بعد مرنے کے بعد ایک اور دنیا ہے وہاں بھی آپ کو جانا ہے۔ یہ دنیا ساٹھ ستر سال کی عمر ہے لیکن مرنے کے بعد دنیا کی تو کوئی جب تک قیامت نہ آئے اس کی تو کوئی لمٹ ہی نہیں ہے ۔ لاکھ سال بھی ہوسکتی ہے ہزار سال بھی ہوسکتی ہے۔ تو کس قدر عجیب بات ہے ہزاروں سال جہاں ہمیں زندہ رہنا ہے اس کے لئے ہمیں کوئی فکر نہیں ہے اور ساٹھ ستر سال جہاں ہمیں زندہ رہنا ہے اس کے لئے ہمیں فکر ہی فکر ہے ۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارشاد یہ ہے کہ ایک بات تو یہ ہے کہ انسان کو اس بات کا علم ہونا چاہئے یہ مادی جو جسم ہے یہ بالکل عارضی ہے۔ اور اس مادی جسم پر آپ کا ہرگز کوئی اختیار نہیں ہے۔ دیکھئے اب بچہ جب جوان ہوتا ہے تو اپنے اختیار سے تھوڑا ہی ہوتا ہے ۔جوان جب بوڑھا ہوتا ہے اپنے اختیار سے تھوڑا ہی ہوتاہے ۔ اگر کسی آدمی کے پاس ایسا نسخہ ہو کہ بھئی یہ دوا کھالواور تم بوڑھے سے جوان ہوجاؤگے۔ تو وہ ساری زندگی کی کمائی اسے دے دے گا اور دوا کھالے گا۔ لیکن بوڑھا آدمی کبھی جوان ہوا ہی نہیں۔کوئی انسان مرنا نہیں چاہتا۔ ہر حال میں زندہ رہنا چاہتا ہے ۔ معذور ہو۔ اپاہج ہو۔ ہاتھ پیر نہ ہوں۔ اندھا ہو۔ لیکن مرنانہیں چاہتا۔ اپنی مرضی سے مرنا نہیں چاہتا۔ لیکن آپ کے سامنے ہے کہ کوئی آدمی یہاں زندہ رہتا ہی نہیں ہے۔ جب پیدا ہونا ہے ... کل نفس ذائقة الموت... جب پیدا ہونا ہے اسے مرنا اسے بہرحال ہے۔ سلسلہ عالیہ عظیمیہ ہمارا سلسلہ ہے ۔ حضور قلندر بابا ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت سے

ہیں انہوں نے نوع انسانی کو جب مصیبتوں، پریشانیوں ، بیماریوں میں گھرا ہوا
دیکھاتو انہوں نے ایک پروگرام بنایااور وہ پروگرام یہ بنایا کہ اگرانسان صرف اپنی
ذات سے واقف ہوجائے یعنی اپنی روح سے واقف ہوجائے جو فی الواقع انسان
روح کے علاوہ کچھ نہیں ہے ۔ آپ پھر غور کریں ایک مرے ہوئے آدمی کا تصور
کریں لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس کے اندر کیا چیز نہیں ہے؟ بتائیں بھئی کیا چیز
نہیں ہے؟ تو اگر روح ہوتی تو مرتاہی نہیں۔روح نکل گئی تو مرگیا۔ تو اصل وہ
انسان ہوا گوشت پوست کا یا روح ہوئی؟ بولو بھئی! روح ہی ہوئی ناں؟ تو آپ
لوگ میرے سمیت جتنے لوگ بیٹھے ہیں یہاں ہماری اصل گوشت پوست کا جسم
ہے یا روح ہے؟ تو ہم روح سے واقف ہیں؟ کتنی بے وقوفی کی بات ہے کہ جو
ہماری اصل ہے ہم اس سے واقف ہی نہیںہیں۔ اور جوہمارے قبضے میں ہی
نہیں ہے اس کو ہم کہتے ہیں یہی سب کچھ ہے۔ حضور قلند ر بابا اولیا نے یہ
پروگرام بنایا کہ نوع انسانی کو اس بات سے باخبر کردو کہ گوشت پوست کا
جسم کچھ نہیں ہے۔ گوشت پوست کا جسم اسی وقت تک ہے جب تک روح اس
کے اندر ہے۔ اور جس روز روح اس جسم سے رشتہ منقطع کرلیتی ہے تو اس کے
ساتھ آپ کچھ بھی کریں۔ اس کو آپ جلا دیں ، اس کو آپ قبر میں ڈال دیں ۔
اس کو آپ ٹکڑے ٹکڑے کردیں ۔ دریا میں پھینک دیں کچھ کردیں ۔ کبھی آپ نے
سنا ہے کہ قبر میں کسی مردے کو آپ لٹاکے آپ آئے ہوں اور وہ اٹھ کے بیٹھ گیا
ہوکہ کہاں چھوڑ کے جارہے ہو؟ کبھی یہ سنا ہے کہ ہندو جب جلاتے ہیں ارتھی
کو وہ اٹھ کے بیٹھ جائے کہ بھئی کے کیا کر رہے ہو؟ کیوں مجھے لکڑیوں
میںجلارہے ہو؟ میں تو تمہارا دادا ہوں، ناناہوں۔ میں نے تمہارے لئے اتنی
جائدادیں بنائیں ۔ اتنی بے ایمانیاں کیں۔ اتنی دغابازیاں کیں ۔ لوگوں کے حق مارے
اور تم مجھے جلا کے جارہے ہو؟ میں نے تمہارا کیا قصور کیا بھائی؟ کبھی نہیں!
تو اسی طرح جس طرح ہم اپنے رشتے داروں کو قبرمیں پھینک آتے ہیں یا دوسرے
لوگ جلادیتے ہییہی ہمارے اس جسم کا بھی حشر ہونا ہے۔ یا ہم اس سے
مشتثناء ہیں یا ہمارے ساتھ کچھ اور ہونا ہے؟ تو جب یہی ہونا ہے تو اس کے لئے
آپ نے کیا کیا؟ اس جسم کو وہ روح جو چھوڑ کر چلی گئی اس کو ڈھونڈنے کے
لئے آپ نے کیا کیا؟ اپنے اصل کے لئے کیا کیا؟پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ تو اصل سے
ہی واقف نہیں ہیں۔ آپ تو اسی کو ہی سب کچھ سمجھ رہے ہیں۔ آج
شایدکوئی بات آپ کی سمجھ میں آئی ہو۔ پھر اس پر غور کریں آپ کی اصل
روح ہے یا گوشت پوست کا جسم ؟ تو اس روح سے واقفیت ضروری ہے یا اس
گوشت پوست کے جسم سے واقفیت ضروری ہے۔ یہ تمام انبیاء کا یہی مشن
ہے۔ تمام اولیاء اللہ کا یہی مشن ہے۔ کہ جس طرح جو اس طرح آتا ہے جاتا
ہے رہ جاتا ہے اسی طرح انسان بھی ایک وقت قبر میں جانے کے بعد مٹی بن جاتا
ہے اور کیا ہوتا ہے ۔ ہڈیاں بھی مٹی بن گئیں ۔ گوشت پوست کا جسم مٹی بن
گیا۔ اس طرح ......۔ تو اب آپ یہ بتائیے کہ اس مٹی کے پتلے کے لئے تو آپ سب
کچھ کر رہے ہیں اور اس مٹی کے پتلے کو جو چیز سنبھالی ہوئی ہے اس کی

طرف کبھی نظر ہی نہیں گئی آپ کی کہ بھئی اس کو معلوم تو کرووہ ہے کیا؟
اب آپ یہ کہتے ہیں صاحب وہ روح ہے ۔ تو اگر آپ سے کوئی پوچھے کہ بھئی
آپ کیا ہیں؟ آپ کہیں گے میں گوشت پوست کا آدمی ہوں ۔بھئی وہ کیا ہوتا
ہے؟ آپ بتادیں گے ہاتھ ہوتا ہے پیر ہوتے ہیں آنکھ ہوتی ہے ناک ہوتی ہے دماغ
ہوتا ہے ، ناک ہوتی ہے، پیٹ ہوتا ہے ۔ بھئی آپ کی اصل کیاہے؟ کہ جی میری
اصل تو روح ہے ۔ روح کیا ہوتی ہے؟ مجھے نہیں پتہ۔ یہ بالکل نئی بات ہے۔ پھر
اس طرف غور کریں ۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ صاحب آپ کون ہیں؟ وہ کہتا ہے
میں ایک آدمی ہوں ۔ میرا نام عبدالرشید ہے۔ بھئی عبدالرشید کسے کہتے ہیں؟
بھئی اس کا دماغ ہوتا ہے وہ سوچتا ہے بولتا ہے سنتا ہے ۔ تو بھئی ٹھیک ہے
لیکن جب عبدالرشید ایسا ہے کہ وہ مرا پڑا ہے یہ کون ہے بھئی؟ یہ بھی
عبدالرشید ہے ۔ یہ بولتا کیوں نہیںہے؟ سنتا کیوں نہیں ہے؟ تو کہے گا یہ مرگیا
ہے۔ اگر عبدالرشید مرگیا ہے تو پھر عبدالرشید کیا ہے؟ کہ بھائی یہ یہی تو ہے
یہ مرگیا۔ بھئی کیا چیز مرگئی؟ اس کے تو ہاتھ بھی ہیں پیر بھی ہیں سب کچھ
تو ہے اس کا۔ دماغ بھی ہے۔ اگر سینہ کھول کہ دیکھو تو دل بھی ہے۔ آپ کہیں
گے بھئی حرکت ختم ہوگئی۔ ہے تو سب کچھ دماغ بھی ہے اس کا لیکن یہ سوچ
نہیں سکتا۔ آنکھیں بھی ہیں اس کی لیکن اب یہ دیکھ نہیں سکتا۔ کان بھی ہیں
سن نہیں سکتا۔ عجیب بات ہے بھئی سب چیز ہیں کیوں نہیں سن سکتا۔ بھائی
اس کی جو اصل ہے ناں وہ روٹھ گیا۔ اس کو چھوڑ کر چلاگیا۔ پھر وہ آدمی یہی
کہے گا کہ عبدالرشید تو ہوا جو اس کو چھوڑ کر چلاگیااب یہ کچھ بھی نہیں رہا۔
یہ عبد الرشید کہاں سے ہوگیا؟ آپ کے پاس کیا جواب اس کا ہوگا؟ بتاؤ بھئی
سب! جو چیز آپ کی اتنے قریب ہے کہ اگر وہ ...... آپ بتائیے آپ کو بھوک لگتی
ہے کیا کسی مردے آدمی کو آپ نے کھانا کھاتے دیکھا ہے؟ اس کا مطلب ہے بھوک
کون لگاتا ہے ؟ روح نے آپ کو یہ اطلاع دی یہ خیال بھیجا کہ اب تم کھانا کھاؤ۔
آپ کھانا کھانے لگتے ہیں۔ آپ کو پیاس لگتی ہے کیا کسی مردہ باڈی کو آپ نے
پانی پیتے دیکھا ہے؟ تو یہ خیال کہاں سے آیا کہ پانی پیو؟ آپ سوتے ہیں کہ تھک
گئے اب اگر نہیں سوئے تو بہت حالت خراب ہوجائے گی ۔ یہ خیال کہاں سے
آیاکہ آپ سوجائیں ؟ یہ خیال کہاں سے آیا کہ اب بہت سو لئے اٹھواب کام کاج
کرو۔ حرکت بھی چائیے جسم کے لئے۔ روزی کے کمانے کے لئے بھی جدوجہد اور
کوشش کرنی ہے ۔یہ خیال کہاں سے آیا؟ آپ شادی کرتے ہیں شادی کے بعد آپ
جو ماشاء اللہ شادی کا سلسلہ جوہے اس کے بعد بچے کا تقاضہ پیداہوتا ہے کہ
بچے ہونے چاہئیں۔بیٹا ہونا چاہئیے۔ دیر ہو تو آپ ڈھونڈتے پھرتے ہیں کہ صاحب
اللہ تعالیٰ ہماری گود ہری کردے۔ یہ تقاضہ کہاں سے آیا؟ کبھی کسی مردہ ماں
نے کبھی بچہ جنم دیا ہے؟ تو آپ کیا ہوئے یہ بتائیں مجھے آپ ہیں کیا؟ روح کے
علاوہ کچھ بھی نہیں ہیں۔ تو اس روح سے واقفیت کے لئے آپ نے کیا کیا؟ اچھا
اب یہ جو آپ دولت جمع کرتے ہیں یہ بھی اسی وقت جمع کرتے ہیں جب تک آپ
کے اندر روح ہے۔ اچھا جب روح نکل گئی اب آپ کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں آپ

اپنی قبر میں کتنے روپے لے جاتے ہیں بھئی؟ جی؟ ایک روپیہ بھی نہیں لے جاتے۔
پھر اس ایک لاکھ روپے جمع کرنے کا فائدہ ؟ اس سے کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ آپ
ایک لاکھ روپے جمع نہ کرتے اللہ کی نعمتوں کو خوب کھاتے خوب پیتے خوب اللہ
کی مخلوق کی دعوتیں کرتے ، خوب خیرات کرتے۔ اور کچھ بھی نہ چھوڑتے۔ روح
سے واقف ہوتے۔ صورتحال یہ ہے کہ یہاں مادیت جو ہے اس کواولیت ہے اور جو
چیز مادیت میں انرجی بن کر دوڑ رہی ہے ، حرکت دے رہی ہے اس کی طرف
کسی کا ذہن ہی نہیں جاتا کسی کا تصور نہیں جاتا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے۔ اور وہ لوگ اس خسارے اور گھاٹے
سے آزاد ہوسکتے ہیں جو اپنی اصل سے واقف ہوتے ہیں۔ اب اصل سے واقفیت
کے لئے جو روحانی طریقہ ہے آسان ترین طریقہ ہے وہ طریقہ پہلے تو یہ ہے کہ
آپ اس بات سے باخبر ہوجائیں کہ یہ جسمانی گوشت پوست جو ہے یہ تو ایک
روح کا لباس ہے ۔ حضور قلندر بابا نے اپنی کتاب لوح و قلم میں لکھا ہے کہ ایک
انسان ہے اس کے اوپر اس نے ایک قمیض پہنی ہوئی ہے ۔ اب میں آپ سے کہتا
ہوں آ پ ہاتھ ہلائیں اس طرح کہ آپ کی آستین نہیں ہلے۔ ہلائیں کوئی صاحب
ہاتھ اتنے سارے ہیں ہلا کے دکھائیں ناں۔ ہیں ہلے گی؟ کیوں ؟ ہلے گی۔ آپ
ہلائیں۔ آستین ہلی۔ نہیں ہاتھ اس طرح ہلائیں کہ آستین نہ ہلے۔ ہلے گی
ناں؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو جسم ہے اس جسم کے اوپر جو بھی لباس
ہوگا وہ جسم کی حرکت کے ساتھ لباس بھی حرکت کرے گا۔ لیکن اب اسی
قمیض کو آپ اتار کر چارپائی پر ڈال دیجئے۔ اور اس سے کہو بھئی آستین ہل!
ہلے گی؟ دیکھیں ناں غور کرکے دیکھیں شاید ہل جائے۔ نہیں ہلے گی۔ اچھا اب
اگر ہم اس جسم کو گوشت پوست کے جسم کو لباس ... روح کا لباس کہیں تو
جب تک کہ روح ہے اس کے اندر ہاتھ ہلے گا۔ روح کا ہاتھ ہلے گا تو یہ جسم کا
ہاتھ بھی ہلے گا۔ روح نکل گئی ہاتھ ہلے گا؟ تو کیا ہوا۔ جسم کیا ہوا پھر؟
لباس ہوا روح کا۔ جس طرح اس مادی جسم کا لباس کپڑے کا ہوتا ہے ، اون کا
ہوتا ہے، کھال کا ہوتا ہے، ریشم کاہوتا ہے۔ جب تک جسم کے اوپر لباس ہے
جسم کی حرکت کے ساتھ ساتھ یہ حرکت کرتا ہے ۔اور جسم نے اس لباس کو
اتار دیا اب اس کی کوئی حرکت نہیں ہے۔ بالکل یہی صورت حال ہے کہ جب
روح اس جسم کو اتاردیتی ہے تو ڈیڈ باڈی ہوجاتا ہے۔ تو یہ جو آپ کا گوشت
پوست کا لباس ہے یہ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ ہیں جی؟ کس کا لباس ہوا؟ روح کا
لباس ہوا۔ تو اب لباس کو تو آپ اہمیت دے رہے ہیں اور جسم کو کوئی اہمیت
نہیں دے رہے ہیں ۔ مثلاً میں قمیض پہنا ہوں میں کہتا ہوں بھئی میرے جسم
سے اس کی زیادہ قیمت ہے۔ قیمت جسم کی ہے یا اس کی لباس کی ہے؟ بھئی
اس جسم نے تو کئی کئی ہزاروں روپے کے کپڑے پہن کر پھینک جاتے ہیں ۔ تو
اصل جو ہوا وہ لباس ہوا۔ لباس تو نہیں ہوا ناںجسم ہوا۔ تو یہ جسم روح کا
لباس ہے ۔تو اس لباس کی کیا ویلیو ہوئی؟ تو اصل ویلیو جو ہے آپ کی روح کی
ہوئی۔ میرا خیال ہے ......پروانے بھی بیچارے روحانی تقریر سننے آگئے ۔ ہاں کیا

بات ہورہی تھی بتائیں بھائی کہاں تھے ہم؟ آپ میں سے کوئی بتائے؟ روح کا
لباس کیا ہے؟ جسم۔ اور جسم کا لباس کپڑے۔ تو اگر کپڑے اتار دیںان کی اس
میں کوئی حرکت نہیں ہوگی۔ اسی طرح روح جب اس جسم کو لباس کو اتار دے
گی تو لباس جسم کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔ تو ہم جو اس دنیا میں جو کچھ
کر رہے ہیں وہ روح کی خدمت کررہے ہیں یا لباس کی خدمت کررہے ہیں ؟
لباس کی قیمت لگارہے ہیںیا روح کی قیمت لگارہے ہیں؟ کیسی بے وقوفی کی
بات ہے یہ ۔ روح جہاں بھی کہیں تھی پیدا ہونے سے پہلے بھی تھی یہاں آکر اس
نے لباس بنالیا۔ اور اس لباس کو وہ حرکت دے رہی ہے ۔ اور اس لباس سے وہ
کہہ رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے پانی بنایا تو پانی پیے اللہ تعالیٰ نے تیرے
لئے گندم بنایا تو روٹی کھائے اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے پھل فروٹ پیدا کئے تو پھل
فروٹ کھائے اور جب وہ کہتی ہے کہ بھئی اب کچھ نہیں کھاناپینا تو بس ختم ۔
میں جارہی ہوں۔ لباس آپ اس کو قبر میں ڈال آتے ہیں۔ میں بار بار ذرا اس کو
Repeat

کررہا ہوں اس لئے کررہا ہوں تاکہ ذہن نشین ہو۔ قبر میں مردے کو ڈال آئے
آپ جاکے ذرا ایک ہفتے کے بعد کھول کرتو دیکھیں وہاں پانی ملے گا آپ کو ،
گوشت پوست ختم ہوچکا ہوگا۔ کچھ اور عرصے بعد دیکھیں تو ہڈیاں بھی نہیں
ملیں گی۔ ہڈیاں بھی راکھ بن جاتی ہیں۔ تو جو چیز فانی ہے۔ اس کی کوئی
حیثیت ہی نہیں ہے اس کی ہم نے ویلیو لگائی ہے۔ اس کی ہم قیمت لگاتے
ہیں۔ اسی طرح دولت کیا ہے؟ اب اس طرح دولت بھی ایک لباس ہے ۔ بھئی
دولت بھی مثلاً سونا ہے اب سونا کیا چیز ہے۔ مٹی ہے۔ آپ اسے کھا کر دکھائیں۔
کبھی کسی کو سونا کھاتے ہوئے دیکھا ہے آپ نے؟ کتنا ہی سونا ہو آپ کے پاس
بھوک آپ کی روٹی سے ہی رفع ہوگی۔ سونے سے نہیں ہوگی۔ لیکن انسان
روٹی کم کھاتا ہے سونا زیادہ جمع کرتا ہے۔ بالکل اس طرح جس طرح ایک دن
کے بچے کو دو سال تک ماں اپنا دودھ مفت بچے کے حلق میں انڈیلتی رہتی ہے۔تو
وہ بڑھتا رہتا ہے یہ سب نظام اللہ نے جو بنایاتو سوچنے کی بات ہے آخر اللہ نے
یہ سارا نظام کیوں قائم کیا؟ آپ کے طلب سے پہلے ہر چیز موجود ہے ۔ اب
گیہوں زمین پہ اگتا ہے اس میں بھی آپ کے کوئی ملکیت کا تصور اس لئے بھی
نہیں ابھرتا اگر اللہ تعالیٰ گیہوں کا پہلا دانہ زمین پر نہ اتارتے تو گیہوں کا وجود
ہی نہیں ہوتا۔ اور گیہوں کا پہلا دانہ آپ کو فری میں ملا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس
گیہوں کے اتارنے کے بعد بارش نہ برساتے زمین کے اندر پانی نہ ہوتا پہاڑوں میں
برفیں پگھل کر دریا نہ بنتے ندی نالے نہ بنتے۔ تو ساری نوع انسانی بھوکی
مرجاتی۔ ابھی آپ دیکھئے پچھلے دنوں بارشیں نہیں ہوئی تھیں کیا قحط سالی
پڑی تھی ۔ کس قدر پریشانی تھی لوگوں کو ۔ تو اب جتنا بھی آپ غور و فکر
کرتے چلے جائیں اس میں آپ کو ایک ہی بات نظر آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
ہر چیز مفت فراہم کردی ہے۔ آپ کے اندر دل ہے، آپ کے اندر گردے ہیں۔ دل
برابر چل رہا ہے ۔ آپ کو پتہ ہی نہیں وہ کس طرح چل رہا ہے؟ اب دل کا

ابھی آپ آپریشن کرائیں تو تقریباً سات آٹھ لاکھ روپے خرچ ہوتا ہے وہ پورا اگر
دل کا حساب کتاب کیا جائے ...... یا پندرہ ہزار روپے بنتے ہیں۔ تو اس کا مطلب
یہ کہ ایک دل ہی آپ کے اندر سات آٹھ لاکھ روپے کا اندر موجود ہے۔ اس دل کو
چلانے کی جو مشینری ہے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے نہ اس کا کبھی آپ نے بل
دیانہ کبھی اللہ کی طرف سے اس کا کوئی ٹیکس آیا۔ گردے ہیں آپ کے چار پانچ
لاکھ روپے ٹرانسپلانٹ میں لگ جاتے ہیگردۓ کے۔ اور پھر اس کے بعد بھی دوا آپ
کو کھانی پڑتی ہے۔ میں نے لندن میں بڑی کوشش کی یہاں بھی کوشش کی ان
اعضاء کا میں نے حساب کتاب معلوم کیامیں لکھ کر لایا ہوں سب ۔ یہ جو بڑی
ہڈیاں ہیں۔ ایک ہڈی دو ہڈی تین ہڈی یہ پسلیاں یہ سب اس کی جو قیمت
بنتی ہے وہ ڈھائی کروڑ روپے بنتی ہے۔ ایک ڈھانچے کی قیمت ڈھائی کروڑ روپے
بنتی ہے۔ ہڈیاں سب بنا لی ہے انہوں نے ۔ اگر آپ جوڑیں الگ الگ کرکے تو
ڈھائی کروڑ روپے ہر آدمی کا ڈھانچے جتنے ہم یہاں بیٹھے ہیں سب کا ڈھائی کروڑ
روپے کا ڈھانچے ہے۔ اس میں دل گردے پھیپھڑے شامل نہیں ہیں۔ تو اس کا
مطلب یہ کہ یہاں ہر آدمی جو بیٹھا ہوا ہے وہ ڈھائی کروڑ روپے کی مالیت کا
سائنسی میڈیکل کے حساب سے حیثیت ہے۔ اب یہ ڈھائی کروڑ روپے ... آپ نے تو
کبھی ڈھائی کروڑ روپے خواب میں بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ تو اسی طرح دل ہے
پھیپھڑا ہے خون اندر دوڑ رہا ہے ، آنتیں ہیں، معدہ ہے، پتہ ہے ، آنکھیں ہیں،
دماغ ہے۔ اب غور فرمائیں اگر آپ ایک ایک چیز کی قیمت کا تعین کریں تو اللہ
تعالیٰ کی شکرگزاری کے علاوہ ہمارے پاس کوئی اور بات ہی نہیں ہے ۔ لیکن یہ
انسان اتنا ناشکرا ہے ، اتنا ظالم اور جاہل ہے کہ روز کھانا کھاتا ہے۔ روز سوتا
ہے ۔ روز سو کر صبح کو اٹھتا ہے ۔ شادی کرتا ہے ۔ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ ساری
زندگی اپنی ذات کے ارد گرد گھومتا رہتا ہے ۔ دنیا کو سب کچھ سمجھتا ہے اور
دنیا دینے والے کو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ غور کریں اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ کے
انعامات پر غور کریں کہ ہوا اب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ہم اگر یہاں ہوا بند
ہوجائے تو ہمارا کیا حشر ہوگا؟ بتائیں؟ مرجائیں گے ہم سب ۔ آکسیجن نہیں
ہوگی تب بھی مرجائیں گے۔ خون جو ہمارے اندر دوڑ رہا ہے ہمیں یہ پتہ ہی
نہیں کہ انرجی کہاں سے آرہی ہے بجلی کہاں سے آرہی خون رگوں میں
دوڑکیوں رہا ہے؟ کھانا ہضم کس طرح ہورہا ہے؟ پانی پیتے ہیں تو وہ پانی
خون میں شامل ہوکر کس طرح پیشاب بن کر خارج ہورہاہے؟ کچھ بھی پتہ
نہیں۔ ایک مسلسل متواتر اللہ تعالیٰ کے قانون کے تحت سارے کام ہورہے ہیں
اور سب فری میں ہورہے ہیں۔ لیکن انسان جو ہے اس طرف کبھی توجہ ہی
نہیں کرتا۔ تو ایک آواز یہ بھی ہے کہ انسان کو اس طرف متوجہ کیا جائے کہ اے
انسان! اپنی پیدائش سے موت تک کے وقفے کو یاد کر! کہ تجھے اللہ نے کس طرح
زندہ رکھا ہے؟ اور اگر اللہ زندہ تجھے نہ رکھتا تو تو نہ پیدا ہونے کے بعد جوان
ہوتا ، نہ بوڑھا ہوتا۔ ہر انسان ایک نظام کے تحت پیدا ہوتا ہے ساٹھ سال ستر
سال اسّی سال تک زندہ رہتاہے۔ کبھی بھوکا نہیں رہتا ، کبھی ننگا نہیں رہتا۔

کبھی یہ گھر نہیں رہتا اور اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔ اور اس پوری زندگی میکبھی وہ یہ نہیں سوچتا آخر اللہ تعالیٰ نے یہ جو اتنا بڑا جو سسٹم قائم کیا ہے کیوں قائم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے ؟ سیدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو روحانی تعلیمات ہیں وہ یہ ہیں کہ انسان اس بات سے باخبر ہوجائے اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اور پیدا کرنے کے بعد اس کی زندگی کے تمام وسائل مہیا کئے اور ایک وقت مقررہ تک اسے زندہ رکھتے ہیں۔ اور پھر اسے اس دنیا سے بلالیا جاتا ہے۔ سوچنا یہ ہے کہ جب ہم پیدا ہوئے تو کہیں سے آئے تو عالم کون سا تھااور جب مرجاتے ہیں تو وہ عالم کون سا ہے؟ تو جب ہم پیدا ہوئے تو کہیں سے آئے وہ کہیں کا عالم جو ہے وہ عالم غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ آپ کہیں سے بھی آئے وہ عالم غیب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ پھر آپ ایک سال کے بچے ہیں جب دو سال کے بچے ہوں گے تو آپ کا ایک سال کدھر گیا؟ وہ بھی غیب میں چلا گیا۔ پھر آپ جوان ہوئے سارا بچپن لڑکپن وہ بھی غیب میں چھپ گیا۔ پھر آپ بوڑھے ہوئے تو جوانی غیب میں چھپ گئی۔ اور جب آپ مر گئے تو پوری زندگی غیب میں چلی گئی۔ اور غیب میں کیا ہے؟ غیب میں اللہ ہے۔ جب ہم اپنی زندگی کا موازنہ کرتے ہیں تو ہماری سمجھ میں ایک ہی بات آتی ہے کہ اللہ نے یہ سارا سسٹم اس لئے بنایا ہے کہ بندے کا اللہ سے تعلق قائم ہواور بندہ اس بات کو محسوس کرے کہ اللہ ایسی محبت کرنے والی ہستی ہے کہ جس ہستی نے ہمارے لئے یہ زمین بنائی۔ جس ہستی نے ہمارے لئے اس زمین کو اتنا سخت نہیں کردیا کہ ساری زمین پہاڑ بن جائے۔ اور جس ہستی نے اس زمین کو اتنا نرم نہیں کردیا کہ اگر ہم چلتے تو ہمارے پیر زمین پر دھنس جائیں۔ انسان کے لئے اللہ نے سورج کو بنایا۔ انسان کے لئے اللہ نے چاند کو بنایا ، ہوا کو بنایا، پانی کو بنایا۔ اتنی بڑی رحیم و کریم ہستی کو اگر ہم نہ جانیں ، ہم نہ پہچانیں یا ہم اس کو جاننے اور پہچاننے کی کوشش نہ کریں تو حیوانات سے زیادہ ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک عقل سلیم عطا کی ہے کہ اس کے اندر سوچنے کی صلاحیت ہے۔ اس کے اندر کھوج لگانے کی صلاحیت ہے۔ اس کے اندر تفکر کرنے کی صلاحیت ہے۔ جو دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے عطا نہیں کی۔ اب اگر ہم انسان پیدا ہوتے ہیں اور مرجاتے ہیں تو آپ دیکھئے گائے بھی پیدا ہوتی ہے وہ بھی مرجاتی ہے۔ گائے بھی کھاتی ہے پیتی ہے سوتی ہے چلتی ہے پھرتی ہے ۔ اس کے بچے ہوتے ہیں اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے ۔ ایک انسان بھی سوتا ہے جاگتا ہے چلتا ہے پھرتا ہے بچے پیدا کرتا ہے بچوں کی پرورش کرتا ہے ۔ جس طرح گائے مرجاتی ہے انسان بھی مرجاتا ہے۔ تو اب دیکھنا یہ ہے کہ انسان میں اور دوسری مخلوقات میں آخر امتیاز کیا ہے؟ وہ ایک ہی امتیا ز ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ عقل سلیم عطا کی ہے کہ وہ یہ سوچے کہ میری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟ مجھے پیدا کیوں کیا گیا اور پیدا کرنے کے بعد میری زندگی کو قائم رکھنے کے لئے لاکھوں ہزاروں وسائل مجھے مفت کیوں دئے گئے؟ اگر یہ سوچ انسان کے اندر آجائے تو یہ وہ آواز

ہے جو پیغمبروں کی آواز ہے۔ جتنے پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے ان سب نے
ایک ہی بات کا تذکرہ کیا ہے کہ تمہارا خالق اللہ ہے، تمہارا پیدا کرنے والا اللہ
ہے۔ تمہارا صحیح دوست اللہ ہے ۔ تم اگر دیکھتے ہو تو اللہ کی نظر سے دیکھتے
ہو۔ تم اگر سنتے ہو تو اللہ کی دی ہوئی سماعت سے سنتے ہو۔ تم اگر سوچتے
ہوتو اللہ کی دی ہوئی عقل سے سوچتے ہواور جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملک
الموت روح قبض کرلیتا ہے تو آدمی کے کان بھی ہوتے ہیں، آنکھ بھی ہوتی ہے ،
دل بھی ہوتا ہے ، پھیپھڑے بھی ہوتے ہیں دماغ بھی ہوتا ہے لیکن سب دھرا رہ
جاتا ہے۔ کیا کسی آدمی نے دیکھا ہے کہ کسی مردہ آدمی نے بات سنی ہو؟
مردہ آدمی نے کچھ ہو؟ اٹھ کے بیٹھ گیا ہو؟ پانی پیا ہو؟ ایک آدمی مرجاتا ہے آپ
اس کے حلق میں دو قطرے تو ٹپکاکے نیچے اتار کے تو دکھا دیں؟ جو انسان گھڑوں
کے گھڑے پانی پی جاتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان کا جو یہ مادی جسم
ہے گوشت پوست کا جسم ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ اس کی حیثیت
اسی وقت تک حیثیت ہے جب تک اس باڈی کو سنبھالنے والا اللہ اس کے اندر
موجود ہے۔ یا انسان کے اندر روح موجودہے ۔انسان اسی وقت تک زندہ رہتا ہے
جب تک اس کے اندر روح موجود ہے۔ اب یہاں آپ محلات بنالیں ، زمینیں خرید
لیں، پلر کھڑے کردیں، کاروبار کرلیں ، اربوں کھربوں روپیہ کمالیں لیکن جب روح
نکل جاتی ہے تو ساتھ کیا لے جاتے ہیں؟ بھئی بتائیں؟ شہنشاہ ایران سب کو یاد
ہوگا کیا لے گیا اپنے ساتھ؟ کفن بھی نہیں ملا اسے تو قبر بھی نہیں ملی ملک
میں، تو انسان کو جو بہت بڑی نادانی ہے اور بہت بڑی جو بے وقوفی ہے وہ یہ
ہے کہ اللہ کے دئے ہوئے وسائل کو تو وہ سب کچھ جانتا ہے، اس کو زندگی کا
مقصد قرار دیتا ہے۔ لیکن جس اللہ نے یہ وسائل اس کو دئے ہیں وہ اللہ ان
وسائل کو چھین بھی لیتا ہے مرنے کی حالت میں، اس اللہ کی طرف اس کا ذہن
کبھی نہیں جاتا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جو تعلیمات ہیں وہ یہ ہیں کہ
اے انسان! یہ جو کچھ تو استعمال کررہا ہے دنیا یہ تجھے دی ہوئی دنیا ہے۔ جب
تک جس کی امانت ہے تیرے سپرد یہ رہتی ہے۔ تو کھاتا بھی ہے تو پیتا بھی ہے ۔
اور جب اس امانت کو دینے والا واپس لے لیتا ہے اب تیری حیثیت کچھ بھی نہیں
ہے لاش کی ہوگئی ہے۔ جتنے لوگ یہاں پیدا ہوتے ہیں روز مرتے ہیں روز پیدا
ہوتے ہیں ، روز مرتے ہیں ، روز پیدا ہوتے ہیں ۔ آپ یہ بتائیں کوئی اس دنیا سے
کیا لے جاتا ہے ؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سارے وسائل جو آپ کو مفت فراہم کئے
ہیں ۔ آپ کی مشینری جو آپ کو زندہ رکھے ہوئے ہے، آپ کو چلا رہی ہے ، پھرا
رہی ہے ۔ وسائل زمین پانی ہوا جیسے میں نے آپ سے عرض کیا ہے یہ اللہ
تعالیٰ نے آپ کو اس لئے عطا کئے ہیں تاکہ آپ انہیں خوش ہوکر استعمال کریں
اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ اگر آپ انہیں استعمال کرتے ہیں خوش نہیں ہوتے ،
اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے تو آپ کی حیثیت انسانوں کی نہیں آپ کی حیثیت
ایسی مخلوق کی ہے جو مخلوق اس بات سے واقف نہیں ہے۔ تو انسانوں کو اللہ
تعالیٰ نے ایک ممتاز مقام عطا کیا اور ممتاز مقام عطا یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اس کے اندر یہ سمجھ ڈال دی ہے انسان کے اندر کہ وہ اس بات کو سمجھ سکتا
ہے کہ یہ دنیا پیدائش سے مرنے تک کی دنیا میں جو کچھ آپ استعمال کرتے ہیں
وہ اللہ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ اس میں آپ کا کوئی اپنا ذاتی وصف ہے ہی
نہیں۔ آپ کہتے ہ صاحب ہم نے تو محنت مزدوری سے کمایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ
صحت ہی نہ دیں تو آپ محنت مزدوری کہاں سے کریں گے؟ ایک آدمی کہتا ہے
کہ میں نے اپنے دماغ سے اتنی بڑی بڑی بلڈنگیں کھڑی کردی۔ اللہ آپ کے دماغ کو
اس قابل کردے کہ آپ سوچ ہی نہ سکیں جیسے پاگل آدمی نہیں دیکھے آپ نے؟
آپ کہہ دیں صاحب میں نے تو بڑی اپنی چالاکی اب کون سی بلڈنگ بنائیں گے؟
سے اور جوڑ توڑ سے یہ زمینیں میں نے اکھٹی کری ہے۔ زمین ہی نہ ہو تو اکھٹا
کیا کریں گے؟ اور پھر اگر آپ نے اپنی عقل سے اپنی محنت سے اپنی ہشیاری سے
کوئی چیز حاصل بھی کرلی ہے تو جب مرتے ہیں تو ساتھ لیکر کیوں نہیں جاتے؟
اگر وہ آپ کی ملکیت ہے تو مرتے جب آدمی تو ساتھ کیوں نہیں لے کر جاتا؟ وہ
تو ننگا پیدا ہوتا ہے ننگا چلا جاتا ہے۔کفن بھی دوسرے ڈالتے ہیں۔اور بچے جب پیدا
ہوتے ہیں تو ان کو بھی دوسرے کپڑے پہناتے ہیں۔ یہ ساری بات میں نے اس لئے
عرض کی کہ انسان کے اندر یہ سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے کہ
یہ دنیا سب جو ہے یہ استعمال کی چیز ہے۔ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے زندگی
کے مقصد سے۔جو چیز آپ کے پاس نہ رہے اس کو مقصد کیسے بناسکتے ہیں۔
مقصد تو وہ چیز ہوتی ہے جو آپ کے پاس رہے آپ کے ساتھ جائے۔ والعصر ان
الانسان لفی خسر... الا الذین امنواو عملوا الصالحات... و تواصوا بالحق و تواصوا
بالصبر... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ... قسم ہے زمانے کی انسان گھاٹے اور خسارے
میں ہے ۔ یہ کچھ بھی ساتھ نہیں لاتا اور کچھ بھی ساتھ نہیں لے جاتا۔ اور اپنی
ساری زندگی ان چیزوں میں اور اپنی ساری صلاحیتیں ان وسائل کے حصول میں
لگا دیتا ہے جو ہم نے پہلے سے ہی اس کے لئے پیدا کردی ہے۔ اور جب یہ مرتا
ہے تو ان وسائل میں اس کا ذہن لگا رہتا ہے اور یہاں سے ملک الموت اسے لے
جاتا ہے۔ کون لوگ خسارے میں نہیں ہیں ؟ خسارے میں وہ لوگ نہیں ہیں جو
پیدا ہونے کے بعد اس دنیا کو استعمال کرتے ہیں لیکن اس دنیا کو وہ اپنی زندگی
کا مقصد قرار نہیں دیتے۔ بالکل ایک مسافر کی طرح کہ جیسے ایک بہت بڑے
ہوٹل میں آپ جاکر ٹھہر جائیں وہاں آپ کو ہر قسم کی آسائش اور آرام ملتا
ہے ۔ لیکن جب آپ دو دن بعد تین دن بعد وہاں سے نکلتے ہیں آپ کو کوئی غم
نہیں ہوتا۔ ریل میں آپ بیٹھتے ہیں۔ ریل کا ٹکٹ آپ لیتے ہیں فرسٹ کلاس کا۔
فرسٹ کلاس میں آپ کو اتنا آرام ملتا ہے جتنا گھر میں بھی نہیں ملتا ہے۔ اے
سی ہے ائیر کنڈیشن ہے۔ لیکن جب آپ اسٹیشن پہ اترتے ہیں ... ائیر کنڈیشن
ڈبے سے نکلتے ہیں تو آپ کوکوئی ملال اور افسوس نہیں ہوتا۔ کیوں؟ اس لئے
کہ آپ کو یہ پتہ ہے کہ ریل جو ہے ایک سفر کا ذریعہ ہے ۔ منزل پہ اتر جائیں
گے ۔ تو اسی طرح یہ ساری دنیا بھی ایک ریل ہے۔ کوئی اس میں سوار ہورہا
ہے کوئی اس میں سے اتر رہا ہے۔ جو اتر گیا اس کا مطلب ہے وہ مر گیا۔ جو

اس ریل میں سوار ہوگیا اس کا مطلب ہے وہ پیدا ہوگیا۔ اگر یہ طرز فکر انبیاء
کی انسان کے ذہن میں نہیں آتی کہ یہ ساری دنیا ایک ریل ہے اس کو جب منزل
ہماری آجائے گی یعنی موت آجائے گی تو اسے چھوڑنا پڑے گا۔ اس وقت کاکوئی
انسان اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق خسارے سے اور گھاٹے سے محفوظ نہیں۔
اور جو لوگ اس دنیا میں رہتے ہیں ، اس دنیا کی تمام نعمتیں اللہ کے شکر کے
ساتھ استعمال کرتے ہیں ، زمین بھی خریدتے ہیں ، گھر بھی بناتے ہیں ، شادی
بھی کرتے ہیں۔ بچے بھی پیدا کرتے ہیں ، بچوں کی تعلیم و تربیت بھی کرتے
ہیں۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے یہ سب کچھ اللہ کا ہے۔ اور اللہ کا
دیا ہوا ہے جو بھی کچھ ہے یہ اس وقت تک ہے جب تک اللہ چاہتا ہے۔ اب اللہ
نے ہمیں دیا ہوا ہے ہم بھرپور استعمال کر رہے ہیلیکن جب اللہ کہے گا آجاؤ تو
ہم خوشی خوشی سے اسے چھوڑ کر اللہ کی طرف چلے جائیں گے۔ ایسے لوگ
گھاٹے اور خسارے میں نہیں ہیں۔ انہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا
کہ ایسے لوگ جو ہیں وہ ہیں جو عمل صالح کرتے ہیں اور لوگوں کو حق بات
پہنچاتے ہیں اور صبر کی تلقین کرتے ہیں۔ روحانی علوم کا منشاء یہ ہے کہ
انسان کو یہ بات بتا دی جائے یہ بات سمجھا دی جائے کہ تمہاری زندگی کے دو رخ
ہیں۔ ایک رخ تمہارا جسمانی رخ ہے۔ یہ گوشت پوست کاہے جبکہ اس جسمانی
رخ کے بارے میں آپ کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ دیکھئے اگر آپ دل بند ہوجائے ، دل
کوئی نہیں چلا سکتا۔ اتنے بڑے بڑے سائنسداں پیدا ہوگئے وہ دعویٰ کرتے ہیں چاند
پہ چلے گئے آسمانوں میں چلے گئے اور کہاں چلے گئے لیکن ابھی تک کسی کو دل
بنانا نہیں آیا۔ کسی کا دل بند ہوجائے تو۔ تو اس زندگی کے دو رخ ہیں۔ ایک آپ
کا جسمانی مادی رخ ہے ، اس مادی رخ کو محفوظ کرنے کے لئے آپ کو زمین
بھی چاہئیے۔ آپ کاروبار بھی چاہئیے۔ آپ کو ملازمت بھی چاہئیے۔ آپ کو شادی
بھی چاہئیے۔ اور آپ کو دوسری ضروریات زندگی بھی پوری کرنی ہے۔ وہ سب
اللہ تعالیٰ نے پہلے سے آپ کی پیدائش سے پہلے سے ہی یہاں مہیا کردی ہے۔ ان
سب کو آپ استعمال کریں مادی جسم کے۔ لیکن ان سب چیزوں کو زندگی کا
مقصد نہیں بنائیں۔ اس لئے کہ جب ہم مرتے ہیں مرنے کے بعد کی جو دنیا ہے
اس میں کوئی بھی چیز ہمارے کام نہیں آتی۔ نہ زمین کام آتی ہے ، نہ اولاد کام
آتی ہے۔ نہ بیوی کام آتی ہے۔ نہ شوہر کام آتا ہے ، نہ بھائی کام آتا ہے ، کبھی
آپ نے دیکھا کہ جب آدمی مرجاتاہے۔ قبر میں اتار کر جب آتے ہیں کبھی بیٹے نے
ماں نے بہن نے بیوی نے یہ کہاہو کہ میں بھی اپنے شوہر کے ساتھ دفن ہوں گی۔
کوئی تاریخ میں ایسی مثال ملتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سب آپ کے رشتے
دار ، آپ کے دوست احباب ، آپ سے محبت کرنے والے اسی وقت تک موجود ہیں
جب اس مادی جسم کو سنبھالنے والی روح آپ کے اندر موجود ہے۔ اور جب روح
نکل گئی تو اب نہ آپ کا کوئی بھائی ہے ، نہ کوئی آپ کا باپ ہے، نہ کوئی ماں
ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ پیسے ہے نہ دولت ہے۔ ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ
روپے ہیں مرگیا۔ بتائیے کیا وہ دس پیسے ساتھ لے جاسکتا ہے۔ مقصد یہ نہیں ہے

کہ آپ دنیا کا کام نہ کریں۔ مقصد یہ بھی نہیں ہے کہ دنیا کی آسائش اور آرام
آپ حاصل نہ کریں۔ مقصد یہ کہ یہ ساری چیزیں آپ ایک مسافر کی طرح
استعمال کریں اور آخرت کے بارے میں یہ سوچیں کہ یہ سب کچھ جو یہاں
موجود ہے آخرت میں کچھ کام آنے والا نہیں ہے۔ آخرت کے لئے پھر الگ ہی ایک
دنیا ہے ، الگ ہی وسائل ہیں۔ الگ ہی وہاں کی ضروریات ہیں۔اور وہ
ضروریات کیا ہیں؟ الا الذین امنوا و عملوا الصالحات... کہ آخرت کے لئے جو
وسائل ہیں آپ کے لئے وہ ہیں ایمان اور عمل صالح۔ وہ عمل صالح اور ایمان جو
ہے وہ آپ کے آخرت میں کام آئے گا ، اس دنیا کی کوئی چیز آپ کے کام آنے والی
نہیں ہے۔ عمل صالح سب جانتے ہیں عمل صالح یہ ہے کہ پیغمبروں کی آواز پر
آپ لبیک کہیں۔ پیغمبرا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جن چیزوں کو عمل صالح کہا
ہے ان پر آپ کا عمل ہو۔ کسی کی دل آزاری نہ کریں ، کسی کو پریشان نہ
کریں۔ کسی کا حق نہ ماریں۔ اور لوگوں سے پیار و محبت سے پیش آئیں۔ جب
زندگی کا تذکرہ آتا ہے تو آپ دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ ساری مخلوق سے محبت کرتا ہے۔
کافر ہو اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ مشرک ہو اس سے بھی محبت کرتے ہیں
، مسلمان ہو اس سے بھی محبت کرتے ہیں۔ یہودی ہو اس سے بھی محبت
کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ سب سے محبت نہ کرتے ہوتے تو سورج کی دھوپ سب
کو تقسیم نہ ہوتی۔ کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ کافروں کے ملک میں دھوپ نہ
نکلی ہو؟ دھوپ تو کیچڑ میں بھی پڑتی ہے بھئی وہاں بھی دھوپ جو ہے یہ نہیں
کہتی کہ کیچڑ میں یہاں کیوں اپنے آپ کو ، شوہر بیوی پر ناراض بیوی شوہر پر
ناراض ہوں اس کا مطلب یہ کہ ہر آدمی خود ہی اپنے آپ کو نوچ رہا ہے
کھسوٹ رہا ہے۔ اور اس سے بچوں کی تربیت بڑی ناقص ہوجاتی ہے۔جب آپ
اللہ کی مخلوق سے محبت کریں گے تو بیوی بھی اللہ کی مخلوق ہے ، شوہر
بھی اللہ کی مخلوق ہے ہمارے بچے بھی اللہ کی مخلوق ہیں ہمارے دوست
احباب بھی اللہ کی مخلوق ہیں۔ تو اس سے یہ ہوگا کہ آپ لوگوں کو سکون
ملے گا ، خوشی حاصل ہوگی۔ اور اس خوشی میں آپ کا ہر قدم اللہ کی طرف
اور اللہ کے رسول ، کی طرف اٹھے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم نے جو کچھ سنا ہے اس
پرعمل کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ آپ حضرات تشریف لائے ، بہت سارا
آپ نے وقت دیا۔ اس کے لئے میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔

اللھم ربنا اتنا ....

دعا.........